12/18

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ رجمادی الاول ۱۳۸۶ھ
۱۶ ر ستمبر ۱۹۶۶ء

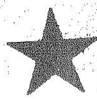
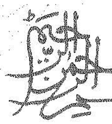
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ صُفِّحَتْ لَہٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَنْبُہٗ وَجَبِیْنُہٗ وَظَھْرُہٗ کُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِیْدَتْ لَہٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ"، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْاِبِلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ اِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا وَمِنْ حَقِّھَا حَلَبُھَا یَوْمَ وِرْدِھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ بُطِحَ لَھَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا کَانَتْ لَا یَفْقِدُ مِنْھَا فَصِیْلًا وَاحِدًا تَطَؤُہٗ بِاَخْفَافِھَا وَتَعَضُّہٗ بِاَفْوَاھِھَا کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ اُوْلَاھَا رُدَّ عَلَیْہِ اُخْرَاھَا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ"، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ بُطِحَ لَھَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا یَفْقِدُ مِنْھَا شَیْئًا لَیْسَ فِیْھَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُہٗ بِقُرُوْنِھَا وَتَطَؤُہٗ بِاَظْلَافِھَا کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ اُوْلَاھَا رُدَّ عَلَیْہِ اُخْرَاھَا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ"، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْخَیْلُ؟ قَالَ: "اَلْخَیْلُ ثَلَاثَۃٌ: ھِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَھِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَھِیَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ، فَاَمَّا الَّتِیْ ھِیَ لَہٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا رِیَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰی اَھْلِ الْاِسْلَامِ فَھِیَ لَہٗ وِزْرٌ، وَاَمَّا الَّتِیْ ھِیَ لَہٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ ظُھُوْرِھَا وَلَا رِقَابِھَا فَھِیَ لَہٗ سِتْرٌ، وَاَمَّا الَّتِیْ ھِیَ لَہٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجٍ، اَوْ رَوْضَۃٍ فَمَا اَکَلَتْ مِنْ ذٰلِکَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَۃِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا کُتِبَ لَہٗ عَدَدُ مَا اَکَلَتْ حَسَنَاتٌ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَھَا، فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَدَدَ اٰثَارِھَا وَاَرْوَاثِھَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِھَا صَاحِبُھَا عَلٰی نَھْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْہُ وَلَا یُرِیْدُ اَنْ یَّسْقِیَھَا اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ"، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: "مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِی الْحُمُرِ شَیْءٌ اِلَّا ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ الْفَاذَّۃُ الْجَامِعَۃُ: "فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ". مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی چاندی سونے والا مالدار شخص اپنے مال کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔ (اس کو سن لینا چاہیے کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اس سونے اور چاندی کو آگ میں پگھلا کر اس کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ اور پھر ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا (اور قبر سے اٹھتے ہی) اس شخص کی پشت اور پہلو اور پیشانی ان سے داغ دیے جائیں گے۔ پھر جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر جہنم کی بھٹی میں تپا کر گرم کی جائیں گی اور اور برابر داغ لگائے جائیں گے اس دن میں جس کی لمبائی پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کے فیصلے ہو جائیں گے اور جہنم یا جنت کا راستہ دکھلا دیا جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ حضور! تو پھر اونٹ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا۔ ایسے ہی اگر کوئی اونٹوں والا اونٹوں کا حق ادا نہ کرے گا۔ اور ان میں زکوٰۃ کے علاوہ ایک حق یہ بھی ہے کہ جس دن پانی پلانے کے لیے لائے جائیں تو اس دن کا دودھ صدقہ کر دیا جائے۔ تو جب قیامت کا روز ہوگا تو اس (مالک) کو ایک صاف اور ہموار میدان میں اوندھے منہ ان اونٹوں کے پیروں میں ڈال دیا جاتے گا۔ وہ اونٹ بہت زیادہ طاقتور اور موٹے ہوں گے اور ان سے ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا۔ وہ سب اپنے پیروں سے اس کو روندیں گے اور دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ایک طرف سے ختم ہو جائیں گے تو دوسرے سرے سے شروع کر دیں گے اس دن میں جس کی لمبائی پچاس ہزار سال ہوگی۔ حتیٰ کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے گا اور اسے بھی جنت یا جہنم کا راستہ دکھلا دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا۔ کہ حضور! گائے اور بکریوں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا۔ ایسے ہی جو گائے بکریوں والا شخص ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کو بھی جب قیامت کا روز ہوگا ایک ہموار چٹیل میدان میں اوندھے منہ ان گائے بکریوں کے سامنے ڈال دیا جائے گا اس وقت یہ سب کی سب موجود ہوں گی نہ ان میں سے کوئی کم ہوگی اور نہ کوئی بے سینگ ہو گی (اور یہ) اپنے سینگوں سے اس کو مارتی ہوں گی اور اپنے کھروں سے روندتی جائیں گی اور جب ایک طرف سے ختم ہو جائیں گی تو دوبارہ شروع کر دیں گی اس روز کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتیٰ کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا اور اس کو بھی دوزخ یا جنت کا راستہ دکھلا دیا جائیگا۔


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلی فون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۳۰ رجمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۸

بے روزگاری اور مہنگائی

اشیائے خورد و نوش کی مہنگائی اور بے روزگاری دو چیزیں روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ اور اس صورتِ حال کی ذمہ داری یقیناً اربابِ اقتدار پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ہر صاحبِ دانش جانتا ہے کہ یہ امر حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ عوام کی ضروریات، ان کے روزگار اور آسائش کا مناسب انتظام کرے اور اسلامی مملکت کے سربراہ پر تو یہ فریضہ بدرجۂ اتم عائد ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اسوہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسلامی حکومت کا امیر اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک کہ مملکت کا کوئی ایک فرد بھی بھوکا یا ضروریاتِ زندگی سے محروم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت کے دَور میں ملک نے صنعت و حرفت اور تجارت کے میدان میں ضرور ترقی کی ہے مگر اس کا فائدہ صرف چند سو خاندانوں کے علاوہ کس کو پہنچا ہے؟ عوام کی ضروریات میں سرفہرست آٹا اور کپڑا شامل ہیں اور دونوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ سب سے بڑی ضرورت اب اس وقت یہ ہے کہ گندم اور کپڑے کے نرخ کم ہوں اور غریب عوام کو پیٹ بھر کر کھانا اور تن ڈھانپنے کو کپڑا میسّر آ جائے۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ چور بازاری اور سمگلنگ کا سدِ باب ہو جائے۔ حکومت اپنی تمامتر مساعی ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے میں صرف کر دے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ملکی دولت کی تقسیم کا مناسب انتظام کرے — علاوہ ازیں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کا مسئلہ بھی اربابِ حل و عقد کے فہم و تدبّر اور قوتِ کارکردگی کا بہت بڑا امتحان ہے اور اس کا حل تلاش کرنا بھی بہرحال حکومت ہی کی ذمہ داری ہے۔

غور فرمائیے ہر سال ہزاروں طلباء میٹرک کا امتحان پاس کرتے ہیں۔ اور دیکھا یہی گیا ہے کہ ان میں سے اکثر اپنے والدین کی غربت اور معذوریوں کے باعث مزید تعلیم سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ نتیجتاً وہ ملازمتوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اور پھر بے روزگاری کا شکار صرف طلباء ہی نہیں بلکہ ہزاروں بیوائیں، بے شمار بچے، لاکھوں نوجوان، ہزاروں بوڑھے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو قدرتی طور پر کسی کام کے قابل نہیں یا کسی حادثے نے انہیں اپاہج بنا دیا ہے۔ آخر انہیں بھی روٹی اور کپڑے کی ضرورت ہے اور ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے ان کی کفالت بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ وہ بہرحال امداد کے محتاج ہیں اور اگر ایسے افراد کی مدد نہ کی جائے تو کیا وہ لوگ بھوک، بیماری اور افلاس کے ہاتھوں زندہ رہ سکیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسا ادارہ قائم کرے جو بے روزگار افراد کی ہفتہ وار یا ماہانہ امداد کرتا رہے یا اُن کے گذارے کے لئے کوئی متبادل انتظام کرے۔ جیسا کہ یورپ کے کچھ ملکوں میں ہوتا ہے۔ اگر ہم مغربی تہذیب و تمدّن اور مغربی طرز و اطوار کو فیشن یا ثقافت کا نام دے کر اپنا سکتے ہیں اور ہر معاملے میں ان کی اندھا دھند تقلید کو ہی معراجِ ترقی خیال کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس معاملے میں ان کا تتبع نہ کیا جائے؟ مزید برآں ثقافت اور فیشن میں ان کی تقلید تو خلافِ اسلام بھی ہے لیکن غرباء کی امداد کے لئے ادارہ قائم کرنا اور بے روزگاروں اور محتاجوں کی مدد کرنا اسلام کے خلاف بھی نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ پس حکومت کو چاہیئے کہ اس سلسلے میں فوری اقدام کرے اور بیروزگاروں کو روزگار مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ محتاجوں کی امداد کا ادارہ بھی جلد از جلد قائم کر دے — یہاں ایک سوال البتہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارا ملک غریب ہے اور ہمارے وسائل محدود ہیں لیکن اس مشکل کا حل کوئی مشکل نہیں۔ اگر مختلف مدات پر ٹیکس بڑھا کر دوسری ملکی ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے تو ملک کے دولت مندوں پر ٹیکس عائد کر کے اور عطیات وصول کر کے اس مسئلے کو بھی سلجھایا جا سکتا ہے۔

بہرحال ہم اپنی معزز و مؤقر حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہر دو امور کی طرف فوری توجہ دے تاکہ ملک افراتفری، بے اطمینانی اور کمیونزم کا شکار نہ ہونے پائے۔

وما علینا الا البلاغ

مدیر چٹان کی نظربندی

مشہور ہفت روزہ "چٹان" کے مدیر جناب شورش کاشمیری کو ۶، ۷ ستمبر کی درمیانی شب ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری کے حکم میں بتایا گیا ہے کہ موصوف کچھ عرصہ سے بعض ایسے مضامین، نظمیں اور تحریریں شائع کر رہے تھے جو مفادِ عامہ

(باقی صـ۱۸ پر)



۱۵ جمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۶۶ء

دِل میں خوفِ خدا پیدا کرنے کا طریقہ

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتب: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اُس نے ہمیں مل جل کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ اور اس کی قدر کریں۔

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام و ایمان کی تعریف کے بعد احسان کی تعریف پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ کر سکو تو عبادت کے وقت یہ خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اسی کو قرآن مجید میں تزکیہ کہا گیا ہے۔

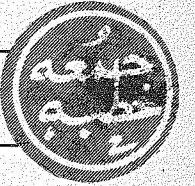
انسان لوگوں کے سامنے کھلم کھلا گناہ کرنے سے ڈرتا ہے وہ چھپ چھپا کر یا رات کی تاریکی میں گناہ کرتا ہے۔ جب انسان دوسرے لوگوں کے سامنے گناہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تو جب انسان کے دل میں یہ یقین پختہ ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ سب سے زیادہ سزا دینے والا ہے۔ تو وہ گناہ کرنے کی جرأت کیسے کرے گا۔ کثرت سے ذکراللہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین دل میں پختہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو تلقین فرمائی کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکراللہ سے تر رکھا کرو۔ کیونکہ یہ سب سے افضل ترین عبادت ہے۔ جس چیز کا زبان زیادہ تکرار کرے وہ دل میں جم جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کریں گے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کی یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا نام دل میں گھر کر لے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال ہم کو ہر گناہ سے باز رکھے گا

مسلمان اور کافر میں یہی فرق ہے۔ کافر دنیاوی فائدے اور ترقی کے لئے عبادت و ریاضت کرتا ہے وہ لوگوں میں ولی اور مہاتما بننے کے لئے جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے لیکن مومن اللہ کی رضا حاصل کرنے اور حقِ عبودیت ادا کرنے کے لئے عبادت کرتا ہے وہ دنیا میں جائز راستوں سے دولت کماتا ہے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس کے بتائے ہوئے طریقہ سے دولت خرچ کرتا ہے۔ مومن کا کام جائز محنت و کوشش کرنا ہے۔ اللہ کی یاد اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ آگے کامیابی و ناکامی اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مومن کی شان ہے کہ وہ ہر حال میں خوش رہے اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ دنیا میں ہمارے باپ دادا رہے ہیں اور نہ ہم رہیں گے۔ جو آج ہیں وہ کل نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیں یونہی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کریں۔ حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد اچھی طرح ادا کریں۔ اگر آپ نے کسی کا قرض دینا ہے تو فوراً ادا کریں۔ کسی کا حق دبا رکھا ہے تو واپس کریں۔ کسی پر ظلم کیا ہے تو اس سے معافی مانگیں۔ یاد رکھیں کہ حقوق اللہ معاف ہو سکتے ہیں لیکن حقوق العباد جب تک بندے معاف نہ کریں گے کبھی معاف نہ ہوں گے۔

حدیث میں ہے کہ شہید کے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ حقوق اللہ میں سب سے افضل ترین عبادت نماز ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کی نسبت بہت زیادہ تاکید ہے۔

مسلمان و کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب نماز کا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ ۵ وقت کی نماز ہے۔ ہماری زندگی میں نماز نہیں ہے۔ اس لئے جرائم کی کثرت ہے۔ اغوا، ڈکیتی، چوری، ظلم و فساد عام ہے۔ خلوصِ نیّت سے نماز پڑھنے سے دِل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے اور انسان ہر گناہ سے بچا رہتا ہے۔ عبادت و ذکر کرتے وقت نیّت اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہو۔ اپنے نفس یا لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنے کی نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



۲۳ر جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۹ر ستمبر ۱۹۶۶ء

قرآن کریم انسان کیلئے ہر شعبۂ حیات میں بہترین رہنما ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اَمّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

(پ ۵ ۔س النساء ۔ آیت ۳۶)

ترجمہ : اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بے شک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو۔ سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر ماں باپ کا، پھر درجہ بدرجہ سب واسطہ داروں اور حاجت مندوں کا اور ہمسایۂ قریب اور غیر قریب سے مراد قربِ و بُعد نسبی ہے یا قُرب و بُعدِ مکانی — صورتِ اولیٰ میں یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہمسایۂ قرابتی کا حق ہمسایۂ اجنبی سے زیادہ ہوگا اور صورتِ ثانیہ کا مدعا یہ ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایۂ بعید یعنی جو کہ فاصلہ سے رہتا ہے اس سے زیادہ ہے اور پاس بیٹھنے والے ہیں رفیق سفر اور پیشہ کے اور کام کے شریک اور ایک آقا کے دو نوکر اور ایک استاد کے دو شاگرد اور دوست اور شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور مسافر میں مہمان، غیر مہمان دونوں آ گئے اور مالِ مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ آخر میں فرما دیا کہ جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہ سمجھے، اپنے مال پر مغرور اور عیش میں مشغول ہو وہ ان حقوق کو ادا نہیں کرتا۔ سو اس سے احتراز رکھو۔ اور جدا رہو۔

بزرگانِ محترم! قرآن کریم اللہ جل شانہٗ کا کلام ہے اور یہ مقدس کتاب انسان کی رہنمائی کے لئے نازل ہوئی ہے اس مقدس و مکرم کتاب کی آیات کی تشریح اور عملی نمونہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ اور آپؐ کے ارشاداتِ طیّبات ہیں —— اس کی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ انسان خالق اور مخلوق دونوں کو راضی رکھے۔ حقوق اللہ بھی کما حقہٗ ادا کرے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کوئی کوتاہی نہ کرے۔

پس آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کو راضی رکھنے کا جامع ترین بیان ہے۔ اندازہ فرمائیے کس قدر جامعیت ہے کہ فقط اس ایک آیت پر عمل کر لینے سے خالق اور مخلوق راضی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے کہ ہر ایک کا حق اُس کے درجے کے مطابق اور حاجت کے مناسب ادا کرو۔ سب سے زیادہ مقدم حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس لیئے تمہیں چاہیئے کہ اسی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ — نیک عمل، اللہ پر ایمان رکھ کر اور آخرت میں ثواب ملنے کی امید سے کرو۔ فخر اور ریاکاری سے حاجتمندوں کو مال نہ دو۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد حقوق العباد آتے ہیں ان میں پہلا درجہ ماں باپ کا آتا ہے جو بقائے نسل کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وہ اولاد کی اس وقت نگہداشت اور پرورش کرتے ہیں جب بچے بالکل ناتواں اور بے بس ہوتے ہیں — علاوہ ازیں ماں باپ ہی بچے کی مادی اور ذہنی تربیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس لیئے ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کا ادب و احترام لازم و ضروری ہے —— ماں باپ کے بعد رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ہے — وہ وقتاً فوقتاً انسان کی امداد کرتے رہتے ہیں لہٰذا اُن کا بھی حق ادا ہونا چاہیئے —— پھر یتیموں اور فقیروں کا درجہ آتا ہے — یتیم اپنے والدین کی محرومی کے باعث بے بس ہوتا ہے اور فقیر تنگ دستی کے باعث ضرورت مند ہوتا ہے — ان کے بعد قریب اور دُور کے ہمسایوں کے حقوق ہیں۔ پھر پاس بیٹھنے والے دوست اور رفیق کا حق ہے۔ اس

کے بعد مسافر کا درجہ ہے۔ اور پھر غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا نمبر آتا ہے — آخر میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عم نوالہٗ یہ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص تکبر کرتا ہو اور کسی کو اپنے برابر نہ سمجھتا ہو وہ ان حقوق کو ادا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کبھی پسند نہیں کرتا۔

ماحصل

یہ نکلا۔ کہ :۔

١۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (٢) اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو (٣) ماں باپ سے نیکی کرو۔ (٤) رشتہ داروں سے نیکی کرو (٥) مسکینوں سے نیکی کرو (٦) یتیموں سے نیکی کرو (٧) رشتہ دار ہمسایہ سے نیکی کرو (٨) غیر رشتہ دار ہمسایہ سے نیکی کرو (٩) پاس بیٹھنے والے انسان سے نیکی کرو (١٠) مسافر کے ساتھ نیکی کرو (١١) غلاموں کے ساتھ نیکی کرو (١٢) تکبر نہ کرو (١٣) خود پسندی سے باز آجاؤ۔

آپس میں تعاون کا حکم

قولہٗ تعالیٰ :۔

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔

(سورۂ مائدہ ۔ رکوع ١)

نیکی اور پرہیزگاری کے ہر ایک کام میں ہر ایک کی مدد کیا کرو۔

کن چیزوں میں عدم تعاون کرو

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(سورۂ مائدہ ۔ رکوع ١)

اور گناہ اور سرکشی کے کسی کام میں کسی کی مدد نہ کرو۔

مقصد دونوں عنوانات کا

یہ ہے کہ اچھے آدمیوں کی ان کے اچھے کاموں میں مدد کرو اور بُرے آدمیوں سے اُن کے بُرے کاموں میں الگ ہو جاؤ — تعاون کی صورت یہ ہے کہ سب آدمی جمع ہو کر پکا ارادہ کر لیں کہ جو شخص آدمیوں کے فائدے کا کام کریگا اور گناہوں سے بچے گا اُس کی ہم سب مل کر مدد کریں گے اور عدم تعاون کی صورت یہ ہے کہ سب مل کر فیصلہ کریں کہ جو گناہ کرے گا۔ اور کمزوروں کو دبائے گا اس سے ہم سارے تعلقات قطع کر لیں گے۔ ایسا انتظام کر لینے سے ممکن نہیں کہ کوئی شخص گناہ کر سکے یا کمزوروں کو دبا کر اپنا مطلب نکال سکے۔

معاف کر دینے کا اجر

وَجَزَاءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ

(س الشوریٰ)

اور بدی کا بدلہ تو بالکل ویسا ہی ہے پس۔ اس کے بعد جس کسی نے معافی دے دی اور بھلائی کی۔ تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ خود دے گا۔

عام معافی کی تلقین

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(سورۂ النور رکوع ٣)

اور لازم ہے کہ معاف کیا کریں اور درگذر کیا کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیا کرے

دشمن کو دوست بنانے کا طریقہ

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔

(حٰم السجدہ ۔ رکوع ٥)

تم بدی کی مدافعت نیکی اور سلوک کے ساتھ کیا کرو۔ پھر تو عداوت والا شخص تم کو گرمجوش دوست نظر آئے گا۔

غور فرمائیے!

کس قدر عمدہ پروگرام قرآن عزیز نے دیا ہے لوگوں سے معاملہ کرنے اور حسنِ سلوک کا — غرضیکہ قرآنِ عزیز خالق و مخلوق دونوں کو راضی کرنے کا پروگرام اپنے اندر رکھتا ہے اور انسان کے لئے ہر شعبۂ حیات میں راہنما ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کریم کو رہنما بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اِلٰہ العالمین

صلی اللہ علیہ وسلم

نور محمد النور

فخرِ رسالت آیۂ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم

خواجۂ یثرب شافعِ امّت صلّی اللہ علیہ وسلّم

ابرِ سخاوت مہرِ مروّت صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ نبوّت ختمِ رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم

جن و بشر سب آپ پہ صدقے حور و ملک سب آپ پہ قرباں

ساقیٔ کوثر صاحبِ جنّت صلّی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت مِٹ گئی یکسر حق کی ضیا پھیلا دی گھر گھر

ہادیٔ عالم نورِ ہدایت صلّی اللہ علیہ وسلّم

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نقشبندی قادری - پسروری

سیرت حضرت لقمان علیہ السلام

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ -

حضرت لقمان اور ان کے فرزند کا ایک سفر

ایک دفعہ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ چلو اللہ کے ایک رسول کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ یہ کہہ کر باپ اور بیٹا اپنی اپنی سواری پر روانہ ہوئے - چند روز سفر کے بعد اپنے سامنے کچھ اٹھتی کچھ اٹھتی ہوئی سیاہی جیسا کہ سیاہ دھوآں ہوتا ہے اور کچھ درختوں کے جھنڈ نظر آئے۔ حضرت لقمان نے فرمایا۔ شاید ہم اس آبادی کے قریب آ گئے ہیں - اس وقت اچانک حضرت لقمان کے فرزند کا گدھا بدکا - اور وہ رگر پڑے اور پاؤں میں پرانی ہڈی چبھنے کے باعث بہت زخم ہوا — حضرت لقمان اپنے گدھے سے اتر کر دانتوں سے ہڈی کو کھینچ کر روتے ہوئے اپنے بیٹے کو سینے سے لگایا بیٹے نے کہا ابا جان! کیوں روتے ہو، ابھی ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ سواری سے گرنا، ہڈی کا چبھنا اور زخمی ہونا سب کچھ بہتر ہے - جب یہ سب کچھ بہتر ہے تو یہ رونا کیسا؟ اے ابا جان! سفر سامنے ہے پانی اور خوراک ختم ہو چکے ہیں - میں زخمی ہو کر چلنے سے عاجز ہو رہا ہوں - اگر اس وقت زخم کی شدت اور کھانے پینے کا سامان نہ ہونے سے میں مر گیا تو آپ کی بقایا زندگی رنج و غم، درد و الم میں گزرے گی - اور آپ مجھے اکیلے چھوڑ کر جانا پسند نہ کریں تو دونوں مر جائیں گے۔

حضرت لقمان نے فرمایا کہ اے فرزند! میرا رونا شفقت و محبت کے باعث ہے اور یہ صدمہ اس لئے بہتر ہے کہ اگر ہم آگے بڑھتے تو شاید اس سے کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے۔

باپ بیٹے کی بات ختم ہوئی تو حضرت لقمان نے اس لئے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا کہ شہر کتنی دور ہے شہر کی بجائے انہیں اپنے سامنے گھوڑے پر سفید پگڑی باندھے ایک سوار نظر نظر آیا - حضرت لقمان سوار کے قریب ہوئے اور فرمایا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں اللہ کا فرشتہ جبرئیل ہوں اور اس سامنے والے شہر کو تباہ و برباد کرنے کے لئے نازل ہوا ہوں - اور مجھے معلوم ہوا کہ تم دونوں اس شہر سے گزر کر آگے جانا چاہتے ہو۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی - اے اللہ! حضرت لقمانؑ اور اس کے فرزند کو شہر میں داخل ہونے سے بچا لے تاکہ وہ ہلاکت سے بچ جائیں - اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس چھوٹی مصیبت میں مبتلا کر کے بہت بڑی ہلاکت سے بچا لیا - اگر شہر کے اندر داخل ہوتے تو شہر والوں کے ساتھ زمین میں دھنس کر غرق ہو جاتے - پھر حضرت جبرائیلؑ نے حضرت لقمانؑ کے فرزند کے زخم پہ ہاتھ پھیرا تو فوراً اچھا ہو گیا — اور پانی خوراک والے برتن پر ہاتھ پھیرا تو دونوں برتن کھانے اور پانی سے بھرپور ہو گئے - پھر حضرت جبرائیلؑ نے دونوں کو سوار کر کے جب ان کی سواری کو ہانکا تو وہ فوراً اپنے مقام پہ پہنچ گئے

نصیحت ۶

اے فرزند! ہر میّت کے جنازے پر پہنچا کرو اس کے ذریعہ سے آخرت کی یاد تازہ رہتی ہے۔ اور شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی مجالس میں شرکت بہت کم کیا کرو۔ ایسی مجلس میں شرکت کرنے سے دل میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔

نصیحت ۷

اے فرزند! نہ اتنا زیادہ نرم بن جا کہ لوگ تجھے نگل کر کھا جائیں اور نہ اتنا سخت مزاج اور کڑوا بن جا کہ لوگ تجھ سے نفرت کر کے چھوڑ جائیں۔

نصیحت ۸

اے فرزند! سحری کے وقت بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرتے رہا کرو۔ مرغ سے زیادہ عاجز نہ ہو کہ وہ تو خود بیدار ہو کر انسانوں کو بیدار کرتا رہتا ہے اور تو فرش پر پڑا سوتا ہے۔

نصیحت ۹

اے فرزند! توبہ کرنے میں بہت عجلت سے کام لیا کرو اس لئے کہ موت اچانک آنے والی چیز ہے اور جاہلوں، بدکاروں کی مجلس سے کنارا کرتے رہا کرو۔

نصیحت ۱۰

اے فرزند! اگر علماء کرام کبھی سختی بھی کریں تو برداشت کر لیا کرو — وہاں ان کے علمی فیض سے محروم رہ جاؤ گے - خوب یاد رکھو کہ خاموش رہنا بہت ہی زیادہ مفید ہے اگر کسی کا قلم چاندی کی طرح قیمتی ہے تو خاموشی سونے کی طرح قیمتی چیز ہے۔

نصیحت ۱۱

اے فرزند! غصے میں شدت بدترین چیز ہے۔ اس لئے کہ غصہ و غضب کی آگ سے عقل جل جاتی ہے۔

نصیحت ۱۲

اے فرزند! تیری دولت اور ساز و سامان سے صرف اہل علم اور اللہ کے نیک بندے ہی فائدہ اٹھاتے رہیں۔ اور جب کبھی مشورہ کرنا ہو تو صرف علماء کرام سے ہی مشورہ لیا کرو۔ ان کے مشورہ سے دینی خسارے سے بچ جاؤ گے۔

نصیحت ۱۳

اے فرزند! جب کبھی کسی سے ملاقات کرو تو خندہ پیشانی سے ملو اور فراخ دلی سے برتاؤ کرو - اے فرزند —! جس طرح تم مخلوق پر رحم کرو گے اللہ تعالےٰ بھی اسی طرح تم پر رحم کریگا۔

(باقی صـ۱۴ پر)

۱۲ / ربیع الاول نے کہا !

از قلم ایچ۔ یو۔ خان صلاری، صدر معلم مدنیہ ماڈل سکول چنیوٹ

تاریخ کے چہرے پر نور نہ تھا۔ زمانہ میں اندھیر تھا۔ اور گلشن انسانیت بہار کو ترس رہا تھا۔ گھر گھر ناچ۔ تماشے۔ کھیل کود تھے۔ شراب خوری اور قتل و غارتگری عام تھی۔ شرم و حیا کی لٹیا ڈوب چکی تھی۔ اقدارِ حیات پر ایک عذاب تھا۔ جو نازل ہو رہا تھا۔ الغرض چمنِ عالم میں خزاں ہی خزاں تھی

آخر قدرت حق نے ایک کروٹ لی اور اس نے ایک بچہ مبعوث فرما دیا۔

پھر۔ یہ بچہ ۱۲ / ربیع الاول کو اصلاح کا پروگرام لیکر پیدا ہوا اور پورے ۴۰ سال تک اپنی صداقت اور امانت داری کا ثبوت دیتا رہا۔ لوگ اسے "صادق" اور "امین" کہتے تھے۔ مگر چالیس برس پر ایک دن ایسا آیا۔ کہ اس بچے نے غارِ حرا سے نکل کر اپنے عقیدہ کا اعلان کر دیا۔ دنیا اس پر ٹوٹ پڑی۔ مگر مردِ حق نے اُف نہ کی۔ آخر حق باطل پر چھا گیا۔ ایمان کی شمعیں جل اٹھیں۔ بھٹکے ہوئے راہ پا گئے۔ اور پھر وہ جہاں بھی شمع ایمان کو لے کر پہونچے۔ وہاں بھی ایمان کی شمعیں روشن کر دیں۔

اس بچہ نے جو اب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔ عرب کے جاہل لوگوں کے فکر و نظر کو بدلا۔ توحید کے شاندار گیٹ بناتے۔ گھوڑوں پر چڑھ کر جہادِ فی سبیل اللہ کیا۔ مصلے کی پشت پر سوار ہو کر زندگی کی زلفیں سنواریں استغفار پڑھ پڑھ کر زندگی کے اندھیرے دور کیے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھا۔

مگر آج ہم درختوں کے پتوں۔ کاغذ کے پھولوں اور بجلی کے قمقموں سے گیٹ بناتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ کہ ہم نے حبِ احمدؐ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ گھوڑوں پر چڑھ کر جہاد کرتے تھے اور ہم ڈھول بجا کر جہاد کرتے ہیں۔ وہ مصلے پر بیٹھ کر راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ اور ہم صبح کی نمازیں کھو کر حب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ استغفار پڑھ پڑھ کر زندگی کے اندھیر دور کرتے تھے۔ اور ہم آنکھیں سینک کر زندگی کی راہیں درست کرتے ہیں۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے خوش ہوتے تھے۔ اور ہم حقوق اللہ و حقوق العباد پر ڈاکے ڈال کر حبِ رسول کا ثبوت دیتے ہیں۔ آؤ! ہم دیکھیں کہ یہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔ جس پر ہم گامزن ہیں۔ بھائی یہ تو عرب نہیں جاتا۔ لندن برلن، ماسکو اور واشنگٹن پہونچتا ہے۔ یہ نری گمراہی ہے۔ یاد رکھیے زبانی محبت سے بات نہیں بنتی۔ اگر عشقِ رسولؐ اور محبت رسولؐ ہے تو رسولؐ جیسے کام کیجیے محبت تو عمل مانگتی ہے۔ زبانی دعوے محبت نہیں مانگتی۔

صحیح نجات عیش و عشرت میں نہیں ریاضت میں ہے۔ ناچنے گانے میں نہیں اطاعت میں ہے۔ زبانی دعوے میں نہیں عملی زندگی میں ہے۔ کرو فر میں نہیں۔ سادہ زندگی میں ہے۔ آج کل کے میل دھیلے میں نہیں۔ چودہ سو سال پیچھے ہٹ کر رسولؐ کی سی زندگی بنانے میں ہے۔

ذرا سنیئے۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔

(۱) اے نبی لوگوں سے کہہ دیجیئے۔" اگر آپ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ تو میرے نبی کی پیروی کیجیے"۔

ذرا دیکھیئے کس قدر پیروی رسولؐ کرتے ہیں۔ ان کے پاؤں عبادت الٰہی میں متورم ہو جاتے تھے۔ اور ہمارے ....۔ آہ محبت کا دعوے اور نماز نہیں۔ روزہ نہیں۔ حج نہیں۔ زکواۃ نہیں۔ جلسے جلوس ہیں۔ ڈھول باجے ہیں۔ راتوں کو روشن کرتے ہیں۔ اور صبح کی نمازیں غائب۔ آہ! جن کاموں سے منع کیا وہ سب ہیں اور پھر دعوے حبِ رسولؐ۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۲) اور دیکھیئے ارشاد ہوتا ہے۔" کسی مومن اور مومنہ کا یہ کام نہیں۔ کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی بات پر فیصلہ کر دے۔ تو پھر بھی اُس پہ اپنا حکم لگائے" ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ ازاں بعد مزید فیصلے کے لیئے وہ مسلمان یہودی کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا حضرت عمرؓ نے مسلمان کا سر قلم کر دیا۔ جو رسولؐ کی نہ مانے وہ قابل گردن زونی ہے۔ اور ہم۔ خود ہی فرمایئے کسقدر اتباع رسولؐ کرتے ہیں۔ کتنے رسول کی بات مانتے ہیں۔ کتنے جام توحید سے سرشار ہیں۔ کتنی مسجدیں آباد ہیں۔ اپنی طرف دیکھیئے اور فرمائیے۔ کیا ہم اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ کیا ہم اس لائق ہیں۔ کہ ہم روز محشر رسولؐ کو منہ دکھا سکیں

(۳) - ارشاد باری ہوتا ہے۔ تم کہیں ایسے لوگوں کو نہ پاؤ گے۔ کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور پھر ایسے لوگوں کو بھی دوست رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور رسولؐ کے دشمن ہیں۔

دشمن کون ہیں؟ وہ سب جو اللہ کے حکموں پر نہیں چلتے۔ رسولؐ کی عملاً اطاعت نہیں کرتے۔ اور من چاہی زندگی بسر کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا "جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی وہ کفر کو پہونچا" فیصلہ کیجیئے کتنے لوگ ہیں۔ جو حضورؐ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ فرمان سے عملاً پہلو تہی اور دعوے حُبِ رسولؐ

برادرانِ اسلام! زبانی دعوے کچھ معنے نہیں رکھتے۔ جب تک کہ اُن کے پیچھے عمل کی طاقت کار فرما نہ ہو۔ رسولؐ کی زندگی اپنایئے۔ تاکہ معاشرے کے چہرے پر نکھار اور ماحول کے رُخ پر نور آئے۔ رسولؐ کی محبت زبانی دعوے میں نہیں۔ عملی زندگی میں ہے۔

۱۲ / ربیع الاول سے پہلے جب جہالت کا دور تھا۔ سو آج بھی آن پہونچا ہے۔ اے ربیع الاول منانے والو رسولؐ کے سے کام کرو تاکہ خرافات ختم ہوں اور بھلے دن آ جائیں اور میں یہ خبر یاد دلانے آیا ہوں۔

خدا حافظ

مرکزی تنظیم اہلسنت کیطرف سے دفتر تنظیم اہلسنت ابدالی روڈ ملتان میں

سالانہ دار المبلغین کا اجراء

واضح رہے کہ مذہب اہل سنت کی حقانیت پر دلائل اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات کی تعلیم دینے کے لئے ہر سال انتظام کیا جاتا ہے۔ اس سال پہلا سبق ۲ / رجب سے شروع ہو رہا ہے پورے پاکستان سے صرف دس فارغ التحصیل علماء لئے جائیں گے۔ یہ سلسلہ ۱۵ / شوال تک رہے گا۔ شائقین حضرات ذیل کے پتے سے فارم داخلہ منگوا کر پُر کر کے بھیج دیں۔ مولوی محمد قاسم محافظ دفتر تنظیم اہل سنت ملتان ابدالی روڈ۔

حاجی کمال الدین اوّل مدرس لاہور کارپوریشن۔ محمود بوٹی

اخلاقِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

تمہارے لئے رسولؐ کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور بعثتِ نبوّت کے زمانہ تک کسی عالم کی صحبت بھی میسّر نہ ہوئی تھی ——

قصیدہ خوانی، نسب دانی، نیزہ بازی شہسواری اور تیرافگنی اس زمانے کے ایسے فنون تھے۔ جنہیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصولِ شہرت، عزت کے لئے ضرور سیکھ لیا کرتا تھا۔ اور جن کے بغیر کوئی شخص ملک اور قوم میں عزت یا کوئی امتیاز حاصل نہ کر سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فنون میں سے کسی کو بھی (اکتسابًا) حاصل نہ کیا تھا اور نہ کسی پر اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتا ہے۔ حضورؐ خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکرِ خدا کرنے والے، لغویات سے دُور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔

انصاف کے معاملے میں قریب بعید حضورؐ کے نزدیک برابر ہوتا تھا مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیفِ قلوب فرماتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے۔ کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے۔ جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہؓ سے کمال محبت فرمایا کرتے۔ سفید زمین پر بلا کسی مسند یا فرش کے نشست فرمایا کرتے۔ اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے (خلاصہ تاریخ العرب پروفیسر سیڈیو صفحہ ۴۲) دشمن اور کافر سے بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے (شفاء عیاض صفحہ ۳۱۲) ——

حجۃ الاسلام امام غزالی لکھتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مویشیوں کو چارہ خود ڈال دیتے، اونٹ باندھتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری دودھ لیتے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے۔ خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے۔ خود اسے اٹھا لیتے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ خرد و بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے۔ غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے۔ رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے۔ کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا قبول فرما لیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا۔ اسے برغبت کھاتے۔ رات کے کھانے میں سے صبح کے لئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے اٹھا نہ رکھتے۔ نیک خُو کریم الطبع، کشادہ رُو تھے مگر ہنستے نہ تھے، سخی تھے مگر اسراف نہ تھا۔ ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے۔ کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سرِ مبارک کو جھکائے رکھتے۔ (کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔ جو کوئی حضورؐ کے سامنے یکبارگی آ جاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس بیٹھ جاتا وہ فدائی بن جاتا۔

کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ انسؓ نے دس سال تک خدمت کی۔ اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف (ہونھ) تک نہ کہا — زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی۔ نہ کسی پر لعنت کیا کرتے۔ دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے۔ خلقِ خدا پر نہایت رحمت فرماتے۔ ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچا۔ کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے۔ ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔ آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے۔ (حجۃ البالغہ صفحہ ۳۸۵)

صحیح بخاری میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطیع کو بشارت پہنچاتے، عاصی کو ڈر سناتے۔ بے خبروں کی پناہ تھے۔ خدا کے بندہ و رسول، جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے، نہ درشت خو نہ سخت گو۔ چیخ کر نہ بولتے بدی کا بدلہ ویسا نہ لیتے۔ معافی مانگنے والے کو معاف فرمایا کرتے۔ گنہگار کو بخش دیتے۔ ان کا کام کج ہاتے مذاہب کو درست کر دینا ہے۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہرہ کو کان دیتی ہے غافل دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف۔ سکینہ اُن کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ اُن کا ضمیر، حکمت اُن کا کلام، عدل اُن کی سیرت ہے۔ اُن کی شریعت سراپا راستی، اُن کا ملّت اسلام، ہدایت اُن کی رہنما ہے۔ وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے والے مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ (یسعیاہ نبی کی کتاب کا ۴۲ باب آنحضرتؐ کے متعلق ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کبھی گفتگو نہ فرمایا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شیریں کلام اور کمال فصیح تھے۔ گفتگو ایسی دلآویز ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف ایسا مسلّمہ تھا کہ مخالف بھی اس کی شہادت دیتے تھے اور جاہل دشمن اسی کا نام سحر و جادو رکھا کرتے۔ سلسلہ سخن ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظاً و معناً کوئی خلل نہ ہوتا تھا۔ الفاظ ایسی ترتیب سے ادا فرمایا کرتے کہ اگر سننے والا چاہے تو

الفاظ کا شمار کر سکتا تھا۔
(زاد المعاد جلد ۱ ص ۴۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھلکھلا کر نہ ہنسا کرتے تھے۔ تبسم ہی آپؐ کا ہنسنا تھا۔ نماز تہجد میں بسا اوقات آنحضرتؐ رو پڑا کرتے۔ کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آبدیدہ ہو جاتے۔ آنحضرتؐ کے فرزند ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پیتے میں گذر گئے تھے۔ جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا:-

آنکھوں میں نم ہے، دل میں غم ہے۔ پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ ہے۔ ابراہیم ہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا۔

ایک دفعہ اپنی نواسی سانس توڑتی (دختر زینب) کو گود میں اٹھایا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سعدؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا؟ فرمایا۔ یہ وہ رحم دلی ہے جو خدا اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیتا ہے۔ اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو رحم دل ہیں۔ (بخاری عن اسامہ بن زید)

ایک دفعہ ابن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنا رہے تھے۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ تب کیسی ہوگی جب ہر ایک امت پر خدا ایک گواہ کھڑا کرے گا۔ اور آپ کو ہم سب امتوں پر شہادت کے لئے کھڑا کریں گے۔

فرمایا۔ بس ٹھہرو۔ ابن مسعودؓ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے پانی جاری تھا۔ (بخاری عن ابن مسعودؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھوکا سونے سے منع فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۸۷ بحوالہ نعیم)

تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے۔ فرمایا کرتے۔ کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے، ایک تہائی پانی کے لئے، ایک تہائی حصہ خود معدہ کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۲)

پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کی مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۳۵)

متعدی امراض سے بچاؤ رکھنے اور تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا حکم دیتے (زاد المعاد ص ۵ جلد ۲)

نادان حکیم کو طبابت سے منع کیا کرتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے (زاد المعاد جلد ۲ ص ۴)

بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۳۵)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے نہی فرماتے۔ ارشاد فرماتے اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۵۳) بحوالہ بخاری عن ابن مسعودؓ

ہمسایہ میں جو کوئی بیمار ہو جاتا اس کی عیادت فرمایا کرتے۔ عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے۔ بیمار کو تسلی دیتے۔ مریض کو پوچھ لیتے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اگر وہ شے اسے مضر نہ ہوتی تو اس کا انتظام کر دیا کرتے۔ ایک یہودی لڑکا آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اس کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے (زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۴۳)

حالت مرض میں دوا کا استعمال فرمایا۔ اور لوگوں کو علاج کرنے کا ارشاد فرماتے:-

"اے بندگان خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے مرض کی شفا مقرر کی ہے۔ بجز ایک مرض کے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کیا ہے؟ فرمایا کھوسٹ بڑھاپا۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۳) بحوالہ مسند امام احمدؒ (المتوفی ۲۴۱ھ)

زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر یا شتر و ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے۔ جس کا آغاز تشہد سے اور اختتام استغفار پر ہوا کرتا۔ قرآن مجید اس خطبے میں ضرور ہوتا۔ اور قواعد اسلام کی تعلیم اس خطبہ میں دی جایا کرتی تھی۔ خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جن کی سردست مسلمانوں کو ضرورت ہوتی۔ اور وقت اور ضرورت کے اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا۔ ایسے خطبے جمعہ کے دن ہی پر موقوف نہ ہوتے بلکہ جب ضرورت اور موقع ہوتا تب ہی لوگوں کو کلام پاک سے مستفید فرما دیا کرتے۔ خطبہ کے وقت کبھی ہاتھ میں عصا ہوتا کبھی کمان۔ ان پر اثنائے تقریر میں ٹیک بھی لگا لیا کرتے تھے۔ خطبہ کے وقت تلوار کبھی ہاتھ میں نہ ہوتی تھی نہ اس پر ٹیک لگایا کرتے۔ (باقی پھر)

اقوالِ زرّیں

عبدالرزاق سلیمان کوٹاڈوی

- عبادت ایک پیشہ ہے، دکان اس کی خلوت ہے، راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔ (حضرت ابوبکرؓ)
- جو عیب سے واقف کرے وہ دوست ہے اور منہ پر تعریف کرنا گویا ذبح کرنا ہے (حضرت عمرؓ)
- زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ (حضرت عثمانؓ)
- گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کرتا ہے۔ (حضرت علیؓ)
- جب انسان میں خلوص اور استقامت کے پر لگ جاتے ہیں تو وہ عرش الٰہی تک جا پہنچتا ہے۔ (مولانا احمد علیؒ)
- صالح کی زیارت ہی اس کے علم کا پتہ دیتی ہے۔ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)
- خالق کا مقرب وہی ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے۔ (")
- تیری جوانی تجھے دھوکہ نہ دے۔ یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائیگی (")
- بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)
- تجھے اس وقت تک عبادت میں لطف نہ آئے گا جب تک تو اپنے اور خواہشات کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی نہ کر دے۔ (حضرت بشر حافیؒ)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

مرتب محمد عثمان غنی

منعقدہ ۲۹ر مئی ۱۹۶۶ء

(سورۃ مائدہ، پارہ ۶ رکوع ۱، آیت ۱ تا ۲)

گذشتہ سے پیوستہ

میں عرض کر رہا تھا کہ موسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا۔ کہ وہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو نبیؐ اُمّی ہوں گے، اُن کو جو مانیں گے دارین کی رحمتیں میں اُن کے لیے لکھونگا اور اس نبیؐ اُمّی کی چند صفات اللہ تعالیٰ نے بیان کیں۔ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وہ نبی اس امت کے لئے طیبات کو حلال کہیں گے اور خبائث کو حرام کہیں گے۔ تو قرآن نے حضورؐ کو کیا فرمایا؟ مُحَلِّلٌ (حلال کرنے والا) مُحَرِّمٌ۔ (حرام کرنیوالا) اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں:۔

جب خیبر فتح ہوا۔ خیبر کے فتح ہونے کے بعد یہودی لوگ گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے اور اب بھی میرا خیال ہے کھاتے ہوں گے — تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جب ان دکانوں کو دیکھا کیونکہ یہودی دکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گوشت لٹکا ہوا تھا لے کر انہوں نے اپنی اپنی ہانڈیوں میں ڈالا اور پکانے کی تیاری کی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا۔ حضورؐ نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ اور ایک تمہید بیان فرمائی۔ اَلَا۔ سن لو۔ اِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ مجھے اللہ نے قرآن دیا اور قرآن کی طرح اور بھی کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے۔ پہلے حضورؐ نے ایک تمہید باندھی۔ ایک قانون بیان کیا۔ اَلَا۔ سن لو (تنبیہ کا کلمہ ہے) اِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ۔ اللہ نے مجھے قرآن دیا۔ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ۔ اور قرآن کے ساتھ کچھ اور بھی اتنا ہی دیا۔ یہ تمہید بیان کرنے کے بعد فرمایا اَلَا، يُحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ۔ یاد رکھو تمہارے لئے گھروں میں پلنے والا گدھا حلال نہیں ہے — بلکہ یہ حرام ہے — اب گدھا حرام ہے یا حلال ہے؟ ذرا ان سے پوچھو جو منکرینِ حدیث ہیں۔ گدھا حلال ہے یا حرام؟ حرام ہے۔ کہاں لکھا ہے؟ قرآن میں تو کہیں نہیں آیا۔ پھر تو گدھے کے گوشت کی دکانیں کھلوا دو اور خوب جی بھر کے کھاؤ — دماغ تو ویسے ہی گدھوں کا سا ہو چکا ہے اب گدھے کا گوشت بھی کھانا ہی چاہیئے — اللہ تعالےٰ صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔ ماننا پڑے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال بھی ظاہر فرمانے والے ہیں اور حرام بھی ظاہر فرمانے والے ہیں۔ اس لئے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پہ جو تشریح کی اِس آیت کی اُسی ضمن میں عرض کر رہا ہوں۔ فرمایا۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ۔ حلال کر دئیے گئے تمہارے لئے وہ چارپائے جو چرتے ہیں — اب اس چرنے کے لفظ پر میں عرض کر رہا تھا جس کی تشریح میں یہ بات آگئی کہ جو چارپایہ چرے گا وہ دوسری کوئی چیز نہیں کھائے گا اگر کھائے گا تو اس کا گوشت پھر تم پہ حرام کر دیا جائیگا۔ جیسا کہ گدھے کی مثال ہے۔

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ۔ مگر وہ چارپائے تم پہ حرام ہیں جن کا ذکر ابھی آگے آ رہا ہے۔ یہ محرّماتِ ابدیہ ہیں جو ہمیشہ کے لئے تم پہ حرام ہیں۔ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ (یہ محرّماتِ عارضیہ ہیں) اس حال میں کہ تم حلال نہ سمجھو شکار کرنے کو۔ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ۔ جب کہ تم محرّم ہو — محرّم کہتے ہیں اس آدمی کو جو احرام باندھے اور احرام کے سلسلے میں میں نے آپ کو تکبیر تحریمہ کا ترجمہ بتانا تھا کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز کی نیّت پہلے باندھتے ہیں اور نیّت باندھنے کے بعد جو ہم کہتے ہیں اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اسے کہتے ہیں ہماری شریعت میں، فقہِ اسلامی میں تکبیر تحریمہ — "تحریمہ" کا معنیٰ کیا؟ اس تکبیر کے کہنے کے بعد اب ہم پر سارے وہ کام حرام ہو گئے جو نماز کے منافی ہیں — جب ہم نے کانوں کو ہاتھ لگا دئیے تکبیرِ تحریمہ پڑھ لی تو اب ہم بن گئے محرّم۔ اب جتنے کام نماز کے منافی ہوں گے وہ ہم پر حرام ہو گئے۔ کھانا حرام، پینا حرام، دنیا کی بات کرنا حرام، قبلے سے منہ پھیرنا حرام — اور پھر یہ نماز ایک سبق ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے فرمایا —— اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ میرے نیک بندے وہ ہیں جو ہر وقت نماز میں رہتے ہیں۔ وہ ہر وقت یہ سوچتے ہیں کہ میں تو نمازی ہوں۔ میں نے صرف پانچ وقت نماز نہیں پڑھنی۔ بلکہ میں تو ہر وقت نماز میں رہتا ہوں۔ اللہ میرے سامنے ہے خدا کا ذکر میری زبان پر ہے تو میں کیوں وہ کام کروں جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو۔ اسی طرح احرام کہتے ہیں جب حاجی لوگ حج کو جاتے ہیں اور وہ میقات کے قریب جب پہنچتے ہیں (میقات اس جگہ کا نام ہے جس سے آگے آدمی بغیر احرام کے نہیں جا سکتا) تو وہاں پر وہ سِلے ہوئے کپڑے اتار دیتے ہیں اور اَن سِلے کپڑے پہن لیتے ہیں (مرد) عورتیں وہاں بھی سِلے ہوئے کپڑے پہنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی عورتوں کو حکم دیا کہ تم یہاں بھی سِلے ہوئے کپڑے پہنو۔ تمہارے بدن کا کوئی حصّہ یہاں بھی ننگا نہ ہو۔ مرد اگر اپنے سر کو چھپا لے تو اس کو قربانی دینی پڑتی ہے لیکن عورت اگر اپنے سر کو ننگا کرے تو اسے قربانی دینی پڑے گی — اب تو ہمارا حساب ہی الٹا بن گیا ہے — مرد کو حکم ہے کہ سِلے ہوئے کپڑے اتار دے۔ ایک تہبند باندھ لیتے ہیں اور ایک چادر اوپر کر لیتے ہیں۔ سر کو نہیں ڈھانپتے۔ اسے کہتے ہیں احرام — اَب احرام باندھ لیا ہے تو پھر مسلمان کیا کہتا ہے (حاجی)؛

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اے اللہ! میں حاضر ہو گیا۔ اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! میں تیرے سامنے ہوں۔ ہر وقت تلبیہ پڑھتا ہے ——— لبیک لبیک ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا۔ دیکھ تو نے بڑا دعویٰ کیا۔ تو نے سلے ہوئے کپڑے اتار دئے، تو نے تہبند باندھ لیا۔ تو اب خوشبو نہیں لگاتا تو اب داڑھی مونچھوں کے بال نہیں کاٹتا، تو ناخن نہیں کاٹتا، تو غسل کرتا ہے تو بدن سے میل نہیں اتارتا، تو کیا کہتا ہے؟ تو کہہ رہا ہے کہ میں جا رہا ہوں ——— رب العلمین کا عاشق بن کر۔ میں خانہ کعبہ کا طواف کروں گا میں اُس گھر میں پہنچوں گا جو میرے رب العلمین کا مظہر جلال ہے۔ اور جس گھر کا طواف کیا آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ تک سب نبیوں نے۔ میں اُس گھر جا رہا ہوں، میں تو خدا کے حضور پہنچنے والا ہوں، میں تو اللہ کے گھر جا رہا ہوں تو حاجی صاحب جب تم اللہ کے گھر جا رہے ہو تو پھر شکار کیوں کرتے ہو؟ فرمایا۔ دیکھنا حاجی صاحب! شکار کی نیت اب نہ کرنا، اب تو تم نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط مت حلال سمجھو تم اپنے لئے شکار کرنے کو۔ حاجی کے لئے شکار کرنا حرام ہے۔ وہ شکار نہیں کر سکتا کسی اور کو بھی شکار کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا۔ کسی اور کو شکار کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا۔ البتہ کوئی اور حلالی (یعنی جو محرم نہیں ہے) وہ شکار کرے اس کے کہنے کے بغیر اس کے اشارے کے بغیر اور وہ پکا کر لے آئے، تو کھانا جائز ہے اس کے لئے شکار میں پھنسنا جائز نہیں۔ کیونکہ شکار میں جو پھنس گئے وہ گئے تباہ ہو گئے۔ یہ شکار ایک عجیب ابتلاء ہے اللہ تعالیٰ کا۔ پہلے پارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آزمایا بنی اسرائیل کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! ہفتے کے دن شکار نہ کیا کرو۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَھُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ٥ فَجَعَلْنٰھَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْھَا وَمَا خَلْفَھَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ فرمایا کہ تم جانتے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے میری حدوں کو توڑ دیا تھا سنیچر کے دن کے بارے میں ——— یعنی تین دن بابرکت ہیں۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن بابرکت، عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن اور مسلمانوں کے لئے سید الایام جمعۃ المبارک ہمیں حکم ہے کہ جمعہ کے دن کو خصوصیت کے ساتھ تم اس عبادت کے لئے خاص کرو جو تمہارے لئے نجاتِ دارین کا باعث ہو۔ تم جمعہ کے دن صبح سے اپنی حجامت بناؤ، عمدہ کپڑے پہنو اور زیادہ درود پڑھو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھو مجھ پر، اس لئے کہ تمہارا درود جہاں بھی تم ہو گے مجھے پہنچے گا۔ اور سورۃ کہف کی تلاوت کرو۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے۔

میرے دوستو! یہ سب درس قرآن ہے۔ جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود پڑھئے۔ اور صلوٰۃ التسبیح جو حضور انورؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بتائی۔ فرمایا کہ اے میرے چچا! اگر تو روزانہ پڑھے تو بہت اچھی بات ہے۔ ورنہ ہفتے میں ایک بار پڑھ لے ورنہ سال میں ایک دن پڑھ لے ورنہ عمر میں ایک دن پڑھ لے۔ (مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے) اگر تو نے ساری عمر میں بھی ایک دن اس نماز کو پڑھ لیا اللہ تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے کیوں نہ ہوں تو اس لئے اغلب طریقہ صوفیائے کرام نے بھی لکھا ہے کہ جمعہ کے دن، صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھ لے۔ اس کا طریقہ حدیثوں میں آتا ہے اور میری کتاب ایک چھپ چکی ہے "آغوشِ رحمت" اس میں میں نے وہ نقل کر دیا ہے ——— یعنی سورۃ کہف پڑھے، درود مقدس امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ پڑھے اور صلوٰۃ التسبیح پڑھے اُس کے بعد جتنا پہلے چلا جائے مسجد میں جا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور پھر جب اذان ہو، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ نماز جمعہ کی جا کر پڑھے۔ امام کا خطبہ سنے۔ تقریر سنے اور اس جمعہ کے دن کو خصوصیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کے لئے خاص کر دے۔ ویسے بھی پڑھ لے لیکن یہ خاص دن ہے اور اس کی خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عالم وجود میں جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر سے دنیا میں تشریف لائے۔ تو وہ سوموار کا دن تھا۔ لیکن رحم مادر میں جب امام الانبیاءؐ پہنچے تو جمعہ کا دن تھا۔ اس لئے جمعہ کے دن جتنا زیادہ درود پڑھا جائے گا امام الانبیاء پر نورانیت اور رحمت دو عالم زیادہ بڑھے گی پڑھنے والے پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

باقی باقی

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر کا حوالہ

نہ بھولئے۔

آہ ! مولانا عبد الحنّان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

آج بروز جمعرات یکم ستمبر ۱۹۶۶ء ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے شمارہ ۱۶ میں احقر کی طرف سے حضرت مولانا عبد الحنّان صاحب کے لئے دعائے صحت کی درخواست چھپی۔ اور آج ہی کے اخبارات نے یہ اندوہناک خبر سنائی کہ حضرت مولانا مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۶ء بروز منگل ۷۲ سال کی عمر پاکر رات گیارہ بجے اپنے آبائی گاؤں بالاکوٹ میں انتقال فرما گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) روزنامہ "نوائے وقت" نے لکھا۔ "نمازِ جنازہ ۳۱ اگست نمازِ ظہر کے بعد ادا کی گئی۔ جس میں راولپنڈی اور پشاور کے متعدد علماء کرام و معززین شہر نے شرکت فرمائی۔

مولانا عبد الحنان جنگِ آزادی کے ایک بہت بڑے مجاہد تھے۔ آپ کا شمار مولانا مدنی رح، علامہ شبیر احمد عثمانی رح اور مولانا عبد الرحمان رح جیسے علماء میں ہوتا تھا۔ تقسیم سے قبل آپ جمعیۃ علمائے ہند کے ناظم اعلیٰ تھے۔"

روزنامہ "جنگ" رقمطراز ہے کہ مولانا نے جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی میں خطابت کا حق ادا کیا اور عمرِ عزیز کے چالیس سال درسِ قرآن کے صرف کئے۔"

ابھی دو ہی ہفتے گذرے ہیں۔ یوم پاکستان ۱۴ اگست کی صبح کو حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ واہ کینٹ کے راستے گذرے۔ نمازِ فجر آپ نے اور آپ کے رفقاء نے واہ کینٹ میں ادا فرمائی۔ اور پھر بالاکوٹ پہنچ کر مولانا کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ زندگی کے آثار تقریباً ختم ہو چکے تھے۔ مولانا کی یہ ملاقات ہمارے لئے اس جہان میں آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں سے روزِ قیامت بھی ہمارا میل کرائے اور ان مقدس ہستیوں کا قرب نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی اگرچہ مولانا عبد الحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں کہیں چھوٹے تھے مگر مولانا مرحوم حضرتِ اقدس سے ایسے ملتے جیسے اپنے سے بڑے بزرگوں سے ملتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کئی بار مولانا سخت کمزوری کے باوجود ڈگمگاتے قدموں سے چھڑی کے سہارے حضرت کے استقبال کے لئے راولپنڈی کے ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے۔

احقر کے ہاں حضرت مولانا دو ایک مرتبہ تشریف لائے اور جب بھی ملے بڑی شفقت فرمائی۔ مجھے راولپنڈی میں اکثر بڑے بڑے اجتماعات میں حضرت مولانا مرحوم کی فصیح و بلیغ اور نہایت شستہ تقاریر سننے کا موقع ملا۔ ۱۹۵۱ء سے مولانا مرحوم کے مواعظ اکثر و بیشتر سنے۔ آج مولانا مرحوم ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن مولانا کی دینی و ملی خدمات قوم کبھی نہیں بھلا سکتی۔ مولانا نے دینِ متین کے جو نغمات فضا میں بکھیرے وہ یقیناً گونج رہے ہیں مگر احقر آج مولانا مرحوم کی دو تقریروں کے اقتباسات پیش کرتا ہے تاکہ مولانا مرحوم کی آواز سن کر قارئینِ خدام الدین کے دلوں میں ان کی یاد تازہ ہو سکے۔

۱۲ مئی ۱۹۶۳ء جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ نے مجلسِ ذکر فرمائی۔ حضرت مولانا عبد الحنان صاحب رح نے مختصر طور پر تسبیح کو بدعت کہنے والے حضرات کے لئے وضاحتی طور پر فرمایا:-

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گٹھلیوں کی ایک تھیلی ہوا کرتی تھی اور وہ ان پر ذکر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ساری گٹھلیاں تھیلی سے باہر پلٹ دیتے اور پھر تھیلی میں ڈال دیتے تھے اس لئے تسبیح اور ذکر کو بدعت کہنے والے کی بات صحیح نہیں۔"

اسی تقریر کے چند اور جملے ملاحظہ فرمائیے:-

"خدام الدین کا مشن بہت بڑا ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور اگر دنیا کی زندگی اسوۂ نبی کے سانچے میں ڈھل جاتے تو اس سودے میں کیا خسارہ ہے؟ آج کتنے لوگ ہیں جن کی زندگیاں خدام الدین نے سنوار دیں۔ یہ اللہ کے نیک بندے کا لگایا ہوا پودا ہے اور انشاء اللہ پھلتا پھولتا ہی رہے گا۔"

اس کے بعد مولانا مرحوم نے ذکر کی برکات بیان فرمائیں اور حاضرین کو خوشخبری دی کہ "حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور سچے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی تشریف آوری سے لوگوں نے اللہ کی رحمتوں کے خزانوں سے جھولیاں بھر لیں۔ اور فرشتوں کی زبانی ان کا مجلسِ ذکر میں آنا، بیٹھنا اور ذکر کرنا خدائے ذوالجلال کی خوشنودی کا باعث بنا۔"

۱۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو واہ کینٹ میں مولانا مرحوم نے جو تقریر فرمائی اُس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:-

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کے حامل جو آج قرآن کے الفاظ کو پڑھتے یا معانی جانتے ہیں وہ کل جنت کے لوگوں کے چوہدری ہوں گے۔"

"تاریخ اٹھا کے دیکھئے سلطان عالمگیر اورنگ زیب رح جب کشمیر جاتے تھے تو راولپنڈی کے راستے جاتے تھے اس وقت پگڈنڈیاں ہوا کرتی تھیں۔ سلطان گھوڑے پر جا رہے ہوتے اور لوگ راستوں میں عرضیاں لے کر آ جاتے۔ سلطان ان کی عرضیاں سنتے اور کھڑے کھڑے دستخط کر دیتے۔ کشمیر میں شالامار باغ تھا جہاں سلطان دن کو امورِ سلطنت انجام دیتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے — باغ کے ایک کونے میں مصلیٰ بچھا کر تہجد کی نماز ادا کرتے۔ قرآن کی تلاوت

فرماتے اور دلائل الخیرات پڑھا کرتے۔ ایک دن پڑھتے پڑھتے ایسا سرور آیا کہ اپنا مصلیٰ اٹھا کر باغ سے باہر آ گئے۔ خادم نے پوچھا عالی جاہ! کیا معاملہ ہے؟ فرمایا ایسا محسوس ہوا جس طرح کوئی جنت میں بیٹھا ہو۔ میں نے خیال کیا اگر میں اور زیادہ دیر بیٹھا اور جنت کا مزا لے لیا۔ خدا کل کو پوچھے گا تو جنت کا مزا دنیا ہی میں لے چکا اب کیا چاہتا ہے؟"

حضرت بہلولؒ بصرہ کے بہت بڑے ولی اللہ اور نیک و پاسخا بزرگ ہو گذرے ہیں۔ ایک روز آپ کا گذر ایک گلی میں سے ہوا۔ چھوٹے چھوٹے بچّے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے۔ جس طرح آج کل بچّے بلوری گولیوں سے کھیلتے ہیں۔ حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک لڑکا الگ کھڑا رو رہا ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ صاحبزادے! کیوں روتے ہو؟ اگر تمہارے پاس اخروٹ اور بادام نہیں تو فکر نہ کرو۔ میں لے دیتا ہوں —" اس بچّے نے جواب دیا۔ "آپ بھی عجیب بیوقوف آدمی ہیں؟" حضرت بہلولؒ متعجب ہوئے اور فرمایا۔ "میں ہمدردی کر رہا ہوں اور تُو مجھے بیوقوف کہہ رہا ہے۔" اس پر وہ بولا۔ "بزرگوار! گستاخی معاف۔ اگر آپ جیسے آدمی کھیلنے کی ترغیب دیں تو کیا یہ عقلمندی ہے؟ کیا ہم کو اللہ تعالےٰ نے کھیلنے کے لئے بنایا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے تو اپنی عبادت اور مغفرت کے لئے بنایا ہے —" بچّے کے الفاظ سے اُن بزرگ کو اچنبا ہوا فرمانے لگے۔ "میاں صاحبزادے! تجھے اس بات کا کہاں سے پتہ چلا؟" اس بچّے نے سوال کا جواب سوال سے دیا۔ "قبلہ آپ نے قرآن نہیں پڑھا —؟" حضرت بہلولؒ نے جواب دیا۔ "پڑھا ہے۔ لیکن تو نے کس آیت سے یہ سمجھا؟" اُس بچے نے جواب دیا۔ سورۃ المومنون پارہ ۱۸، رکوع ۵، آیت ۱۱۵۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝

جب حضرت رابعہ بصریہؒ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا۔ "جب میرا انتقال ہو جائے تو کسی کو اس کی خبر نہ کرنا۔ خود ہی مجھے نہلا دینا اور میری اس گودڑی میں جس پر میں تہجد پڑھا کرتی تھی کفن دے کر دفنا دینا۔" جب حضرت رابعہؒ کو دفن کر دیا گیا۔ تو رات کو خادمہ نے خواب میں حضرت رابعہؒ کو دیکھا۔ کہ ایک عجیب و غریب تخت ہے اور نہایت شاندار جوڑا زیب تن ہے۔ خادمہ نے پوچھا۔ "اے رابعہ! تیری وہ گلیم کہاں گئی؟" حضرت رابعہ نے فرمایا۔ "اس کو لپیٹ کر اللہ تعالےٰ نے میرے نامۂ اعمال میں رکھ دیا وہ بھی کل قیامت کو تلے گی۔" پھر خادمہ نے پوچھا۔ "اے رابعہ! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔" فرمایا۔ "اللہ کا ذکر بہت کیا کر تاکہ جنت میں قابلِ رشک بن جائے۔"

آج مولانا خاموش ہو گئے۔ مولانا کے جواں سال صاحبزادے عزیز مفتی سلمہٗ کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ جن کی والدہ پہلے داغِ مفارقت دے گئیں اور والد کا سایہ اب اُٹھ گیا۔ جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی کی بالائی منزل کا چھوٹا سا حجرہ اپنے دیرینہ ساکن کی جدائی میں گریہ کناں ہے۔ مولانا کا بوڑھا خادم پُر امید تھا کہ بالاکوٹ سے مولانا صحت یاب ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوں گے اور اس وقت تک وہ اپنی کمزور آواز میں اذان پکارتا رہا اور چارپائی پر لیٹا انتظار کرتا رہا۔ مگر اس کا مہربان اس سے جدا ہو گیا۔ مولانا کے مقتدی منتظر تھے کہ ان کے فصیح اللسان خطیب جلد ہی پھر ان کو اپنی رسیلی اور دل میں اُتر جانے والی تقریروں سے نوازیں گے۔ لیکن آہ! سب منتظر ہی رہے اور جانے والا چلا گیا — آج مولانا اپنی قبر کی آغوش میں آرام فرما ہیں اور ہم سب ان کے دست بدعا ہیں کہ اللہ ربّ العزّت ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین!!

بقیہ: سیرت حضرت لقمانؑ

نصیحت ۱۴

اے فرزند! اپنے دوستوں اور اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ محبت اور نیک سلوک کیا کرو۔

نصیحت ۱۵

بہترین عالم وہ ہے جس کا عمل علم سے زیادہ ہو۔ اے فرزند! ایسے علم سے کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ ہو۔ اے فرزند! بُرے کاموں اور بدکاروں کے ذریعہ سے اگر عزّت حاصل ہو تو ایسی عزّت حاصل کرنے سے کنارہ کرنا چاہئے۔ اور اگر اچھے کام کرنے سے لوگ تجھ سے نفرت کریں اور بُرا بھلا کہیں تو نیک کاموں کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

نصیحت ۱۶

اے فرزند! بہادر میدانِ جنگ میں پہچانا جاتا ہے۔ اور مخلص دوست کی پہچان یہ ہے کہ مصیبت اور ضرورت کے وقت کام آئے۔ اور ٹھنڈی طبیعت اور حوصلے والے کی پہچان یہ ہے۔ اس کو غصّہ دلایا جائے اگر وہ ضبط سے کام لے اور مشتعل نہ ہو تو وہ حلیم اور بُردبار ہے۔

نصیحت ۱۷

اے فرزند! اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بے حد افسوس کی بات یہ ہے کہ میں نے تجھے پیدا کیا اور تو دوسروں کی بندگی کرتا پھرے۔ اے انسان! میں نے تیری دعائیں قبول کیں اور تجھے ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں اور تو میری یاد اور بندگی سے بھاگتا ہے۔ میں قادرِ مطلق ہوں۔ میرے علم اور قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں اور عاجز، درماندہ، بے خبر ہستیوں کو میرا شریک ٹھہراتا ہے یہ بہت ہی بڑا جرم ہے۔

منتخب از تفسیر دُرِ منثور، قصص الانبیاء

از امام غزالیؒ

تربیتِ اولاد

(قسط دوم)

صبر و تحمل

اور یہ بھی ضروری ہے کہ جب بچے کو استاد مارے نہ چیخے چلائے اور نہ شور و شغب برپا کرے اور نہ ہی کسی کی سفارش کا سہارا ڈھونڈے بلکہ صبر و تحمل سے کام لے یہ بات سمجھانے کے لئے بچے سے یوں کہا جائے کہ دیکھو! صبر کرنا بہادر مردوں کا طریقہ ہے۔ اور چیخنا چلانا، رونا پیٹنا تو ادنےٰ اور کمینہ لوگوں اور عورتوں کا کام ہے۔

ورزش کی اہمیت اور فوائد

نیز اسے پڑھنے کے بعد کسی عمدہ کھیل کی اجازت بھی ضرور دی جائے جس سے وہ مکتب کی تکان دور کرکے راحت حاصل کر سکے۔ لیکن اتنا نہ کھیلنے دیا جائے کہ کھیلنے سے ہی تھک جاوے کیونکہ بچے کو کھیل کود سے کلیتہً روک کر صرف پڑھنے پڑھانے میں دبائے رکھنا اُس کے دل کو مُردہ اور اس کی ذہانت کو باطل و ناکارہ اور اُس کی زندگی کو مکدّر کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تعلیم سے بالکل ہی جان چھڑانے کے لئے حیلے اور بہانے تلاش کرنے لگ جاتا ہے۔۔۔۔

نہ تفریط بہتر نہ افراط اچھی
توسّط کے درجے میں ہر بات اچھی

آداب مجلس و آداب کلام

یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ بچے کو والدین، اساتذہ اور ہر اس شخص کی جو عمر میں اس سے بڑا ہو چاہے اپنا رشتہ دار ہو یا نہ ہو سب کی فرمانبرداری کرنا سکھایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ان کی طرف عزت کی نگاہوں سے دیکھے اور ان کے سامنے کھیل کود کو ترک کر دے اور جب سنّ بلوغ کو پہنچے تو اسے طہارت اور پاکیزگی میں سُستی نہ کرنے دی جائے اور نماز ترک کرنے پر چشم پوشی کا برتاؤ ہرگز نہ کیا جائے۔ نیز رمضان کے بعض دنوں میں اسے روزہ بھی رکھوایا جائے۔ اور دیباج، ریشم سونا چاندی پہننے سے بالکل الگ رکھا جائے اور حسب مناسب شریعت اسلامیہ کے حدود، تعزیرات سمجھائے جائیں اور چوری، حرام خوری، خیانت، بددیانتی، جھوٹ اور بے حیائی اور نوخیزی کے دوران میں بچوں کی طبیعت میں پیدا ہونے والی تمام بری باتوں سے خوب اچھی طرح ڈرایا جائے جب کسی بچے کی بچپن سے ہی ایسی اٹھان ہوگی۔ تو بلوغ کے قریب پہنچنے تک وہ ان امور کے اسرار و حقائق بخوبی سمجھ سکے گا۔

غذا کے متعلق عمدہ تخیّل

پھر اس دور میں اسے سمجھایا جائے، کہ جس قدر بھی حلال غذائیں ہیں یہ بھی ایک طرح کی دوائیں ہی ہیں اور ان سے صرف یہ مقصود ہے کہ انسان انہیں کھا پی کر اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کر سکے۔

دنیا کی بے ثباتی

اور یہ بات بھی بخوبی ذہن نشین کرائی جائے کہ دنیا بذاتِ خود ایک غیر مقصود اور بے اصل بے بقا اور فنا ہو جانے والی چیز ہے۔ موت اس کی نعمتوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ اور یہ صرف ایک گزر گاہ ہے سکون و قرار کا مقام نہیں۔ لیکن عالم آخرت حقیقی امن و سکون کا مقام اور قرار و اطمینان کی جگہ ہے۔ اور موت ہر وقت دنیا کی زندگی کو ختم کر دینے کی تاک میں لگی ہوئی ہے۔

عقل مند کون ہے؟

اور فی الحقیقت عقل مند وہ شخص ہے۔ اور اس دنیائے فانی سے آخرت کے عالم باقی کے لئے زادِ راہ اور نیکیوں کا سرمایہ فراہم کرے تاکہ اللہ تعالےٰ کے ہاں اسے قبولیت کا اونچا درجہ نصیب ہو اور جنتوں کی وسیع نعمتیں ملیں۔ اگر بچے کی ابتدائی ذہنی نشوونما اچھی ہوئی ہوگی تو بالغ ہونے کے دوران میں یہ کلام اُس کے لئے نہایت ارفع فی النفس موثر و خوش آئیند کالنقش فی الحجر دل میں گھر کرنے والا ثابت ہوگا اور اگر اس کے برعکس غلط طریقہ سے اس کی ذہنی نشوونما ہونے کی وجہ سے اس میں بیہودگی، بے حیائی، زیادہ کھانے کی خواہش، عمدہ لباس کی طمع، آرائش و زیبائش کی علّت، نازو انداز تکبّر و غرور کی خصلت پیدا ہو چکی ہوگی تو اس کا دل اس حقیقت کے قبول کرنے سے اسی طرح انکار کر دے گا جس طرح خشک دیوار سوکھی مٹی کو قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے غرضیکہ یہی ابتدائی امور ہیں جن کا پوری طرح خیال رکھنا چاہیئے۔

بچے کی فطرت اور والدین کا فرض

کیونکہ بچے کا جوہر کلب ایسا ہی پیدا کیا گیا ہے کہ خیر و شر اور نیک و بد دونوں کا اثر لے سکتا ہے اور یہ ماں باپ کا کام ہے کہ اسے نیکی اور بدی کے پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی طرف کر دیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنَّمَا اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ (الحدیث)

کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

عمدہ تربیت کے اعلیٰ نتیجہ پر ایک تاریخی شہادت

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین برس کی عمر میں رات کو اٹھ کر اپنے ماموں حضرت محمد بن سوار رحمتہ اللہ علیہ کی نماز تہجد کا نورانی منظر دیکھا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کیا تو اللہ تعالےٰ کو یاد نہیں کرتا، جس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسے کس طرح یاد کروں تو آپ نے فرمایا کہ رات کو بستر پہ کروٹ بدلنے کے وقت زبان ہلائے بغیر صرف اپنے دل میں تین دفعہ یوں کہا کرو۔ اَللّٰہُ مَعِیَ اَللّٰہُ، نَاظِرٌ اِلَیَّ، اَللّٰہُ شَاھِدِیْ یعنی اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ میرے سامنے ہے۔ میں نے چند راتوں تک یوں ہی کہا، پھر انہیں اس کی اطلاع دی تو فرمایا کہ اب ہر رات میں سات دفعہ یوں ہی کہا کرو میں نے ایسا ہی کیا جس کے نتیجہ میں مجھے اپنے دل میں اس کی لذت اور حلاوت محسوس ہونے لگی۔ پھر جب اس پر عمل کرتے ہوئے ایک سال گزر گیا تو فرمایا

جو ذکر میں نے تمہیں سکھایا ہے۔ اُسے خوب یاد رکھو اور مرتے دم تک اس اس پر قائم رہو یہ تم کو دنیا و آخرت میں نفع کا ذریعہ ہوگا میں چند برسوں تک اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس کی لذت باطن کی گہرائی میں محسوس کرنے لگا، پھر ایک دن فرمایا کہ اے سہل! اللہ جس کے ساتھ ہو جسے دیکھتا ہو۔ جس کے سامنے ہو گیا وہ شخص اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کر سکتا ہے۔ خبردار! کبھی خدا کی معصیت اور نافرمانی نہ کرنا۔ چنانچہ میں تنہا رہنے لگ گیا۔ پھر انہوں نے مجھے مکتب کو بھیجنا چاہا تو میں نے کہا کہ مجھے اپنی توجہ بٹ جانے کا خطرہ ہے۔ ہاں اگر آپ استاد سے یہ شرط طے کرلیں کہ میں کچھ وقت ان کے پاس پڑھا کروں اور پھر جلدی سے پلٹ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جایا کروں تو بہتر ہو، اس کے بعد میں استادوں کے پاس گیا اور ۶ یا سات برس کی عمر تک قرآن مجید پڑھ کر حفظ کر لیا میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا۔ اور بارہ برس تک جَو کی روٹی میری خوراک رہی۔ اس اثنا میں ۱۳ برس میں مجھے ایک اہم مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو میں نے اپنے گھر والوں سے درخواست کی کہ وہ مجھے بصرہ جانے کی اجازت دیں تاکہ میں وہاں کے علماء سے وہ مسئلہ دریافت کروں چنانچہ میں نے بصرہ آکر وہاں کے علماء سے دریافت کیا لیکن ان میں سے کسی نے بھی میری تشفی نہ کی، اس کے بعد میں حضرت ابوحبیب حمزہ بن عبداللہ عبادانی رح کی خدمت حاضر ہونے کے لئے عبادان گیا اور ان سے وہی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھے تسلی بخش جواب دیا۔ پھر میں ایک مدت تک اُن کی خدمت میں رہ کر ان کی ملفوظات قدسیہ سے فیض حاصل کرتا رہا، اور آداب سیکھتا رہا، پھر تستر چلا گیا اور اپنی خوراک کا یہ اندازہ مقرر کیا کہ میرے لئے ایک درہم (تقریباً سوا چار آنے) کے جو خرید کر پیس کر رکھے جاتے تھے اور اسی میں سے میرے لئے روٹی پکائی جاتی تھی۔ اور میں ہر رات سحری کے وقت صرف ایک اوقیہ (ایک اونس تقریباً تین تولے) اس میں سے کھاتا اور وہ بھی سالن کے بغیر اس طرح میرے لئے سال بھر تک یہی ایک درہم کافی ہوتا۔ پھر میں نے یہاں تک ترقی کی کہ تین راتوں کے بعد افطار کرنے لگا۔ پھر پانچ راتوں کے بعد، پھر سات راتوں کے بعد، اسی طرح تدریجاً پچیس راتوں تک پہنچ گیا پھر اسی حالت پر متواتر بیس سال تک قائم رہا پھر کئی برس تک دنیا کی سیاحت کی اور پھر پلٹ کر تستر چلا آیا۔ میں تقریباً ساری ساری رات قیام کرتا تھا امام احمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس امر کا ثبوت نہیں ملا کہ انہوں نے اپنے وصال تک کبھی سالن استعمال کیا ہو" انتہی کلامہ (احیاء جلد ثالث)

حاصل کلام

یہ واقعہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس لئے نقل نہیں کیا ہے کہ سب لوگ اپنے بچوں کو اسی طرح تیار کریں۔ بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اگر ابتداء سے بچے کی تربیت کا مکمل انتظام کیا جائے تو وہ ایسے انسانی کمالات کی بلندیوں تک عروج کر سکتا ہے۔ ورنہ ایسی ریاضت شاقہ اختیار کرنا ہر مسلمان کے ذمہ ضروری نہیں ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے قوانین و احکام اور اپنے نبی مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور انبیاء صدیقین شہدا صالحین جملہ بزرگان دین اولیا کرام کی صحیح محبت ہمارے دلوں میں پیدا کرے۔ اور انہیں کے راستہ پر چلائے کہ یہی دین قویم ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین (آمین)

نقشبندی جامع مسجد وارڈ ۱ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں

نقشبندی اجتماع

مورخہ ۱۵ر ستمبر (شام) ۱۶ر ستمبر (دن رات) بروز خمیس (شام) جمعۃ المبارک ورجمعہ ہفتہ کی درمیانی شب زیر سرپرستی:۔ زبدۃ العارفین مولانا محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی خلیفہ خاص حضرت قطب الاولیاء حضرت خواجہ محمد فضل علی صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ علماء کرام شعراء عظام:۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی نقشبندی، - - - - - - - - - - - - حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب منٹگمری، حضرت مولانا محمد ضیاءُ القاسمی صاحب لائلپور حضرت مولانا مناظر حسین صاحب ایڈیٹر خدام الدین لاہور حضرت مولانا محمد مسعود صاحب مظاہر العلوم کوٹ ادو حضرت مولانا حافظ عطاء اللہ صاحب لیہ اور دیگر علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔ نظم الاوقات:۔ ۱۵ر ستمبر شام بعد از مغرب تا عشاء مجلس ذکر، مراقبہ تجدید اسباق۔ ۱۵ر ستمبر شام بعد از عشا تا ایک بجے نظمیں، نعتیں، تقریریں۔ ۱۶ر ستمبر بعد از نماز صبح درس ترجمہ قرآن مجید ایک گھنٹہ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی دیں گے۔ ۱۶ر ستمبر بعد از ترجمہ قرآن مجید ½ گھنٹہ ارشادات متعلق تصوف حضرت شیخ مدظلہ العالی۔ معلومات ۱:۔ نظمیں، نعتیں، تقریریں سب ذکر و فکر اور روحانی مضامین کی ترجمان ہوں گی ۲:۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب منٹگمری اور مولانا عطاء اللہ صاحب لیہ کی تقریریں بعد از نماز جمعہ اور مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب لاہور کی تقریر نماز جمعہ سے قبل ہو گی نیز حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی اور حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کی تقریریں بعد از عشاء ہوں گی ۳:۔ یہ سب تقریریں بغیر انتخاب صدارت ہوں گی ۴:۔ مقررین کا تعارف اور انتخاب مضامین بحکم حضرت مولانا محمد مسعود صاحب ہو گا۔ ۵:۔ دور دراز سے آنے والے حضرات کے طعام کا انتظام لنگر کی طرف سے ہو گا۔ الداعیان الی الخیر

خدام سلسلہ نقشبندیہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

اعلان

میرا گھریلو نوکر بنامی احمد علی ولد علی قوم میراثی سکنہ بنگلہ حسام ضلع جھنگ عمر ۱۶/۱۷ سال رنگ گندمی قد تقریباً ½۴ فٹ گھر سے بروز جمعہ بتاریخ ۹/۹/۱۹۶۶ شام ۴ بجے نیو سائیکل لے کر سودا سلف لینے چنیوٹ شہر گیا اور واپس نہیں آیا۔ اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔ جن صاحب کو پتہ چلے۔ چوہدری محمد اقبال اوورسیر چنیوٹ کو اطلاع دیں۔

مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض عیدگاہ خانپور کے زیر اہتمام

تبلیغی اجتماع

مورخہ ۱۴ر ۱۵ر ۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳۰ر ستمبر یکم و ۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار زیر سرپرستی مخدومنا و شیخنا العارف باللہ حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ سجادہ نشین دین پور۔ زیر صدارت:۔ حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم بمقام مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض عیدگاہ خانپور ہو رہا ہے جس میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور لاہور۔ حضرت مولانا سید خورشید احمد شاہ صاحب۔ حضرت مولانا عبدالحکیم۔ حضرت مولانا حامد میاں صاحب لاہور۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال حضرت مولانا محمود اسعد صاحب ہالیجی شریف۔ حضرت مولانا احمد الدین صاحب شکارپور۔ حضرت مولانا خدا بخش صاحب ملتان، حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹ شریف۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر، ملتان۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ملتان حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ملتان۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی ملتان حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب سرحد۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب لائلپور۔ حضرت مولانا قاری محمد اجمل صاحب لاہور۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلم۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب بہاولپور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پور شریف حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری — قاری غلام نبی صاحب کوئٹہ۔ قاری عبداللہ صاحب سجاول ضلع ٹھٹھہ فخر السادات سید عطاء المحسن شاہ صاحب ملتان الحاج سید امین گیلانی تشریف لا رہے ہیں

اراکین مدرسہ عربیہ مخزن العلوم والفیوض عیدگاہ خانپور

ضروری اعلان

محقق اسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ و شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ اسلام گوجرانوالہ کی معرکۃ الآراء کتاب

احسن الکلام فی ترک قرأۃ الفاتحہ خلف الامام

جو کافی عرصہ سے نایاب تھی اور لوگوں کے پے در پے خطوط آتے رہے ہیں۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بیشتر اضافات و تراجیم کے ساتھ طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو گیا ہے۔ شائقین حضرات اشتہار دیکھتے ہی آرڈر ارسال کر دیں۔ ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کاغذ عمدہ، کتابت نفیس چھپائی بہترین۔ قیمت مجلد دس روپے، علاوہ محصول ڈاک

ناشر عبدالعزیز ناظم ادارہ نشر و اشاعت

مدرسہ نصرۃ العلوم۔ گوجرانوالہ مغربی پاکستان

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا

سالانہ جلسہ

۱۳ر ۱۴ر ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۹ر ۳۰ر ستمبر یکم اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات جمعہ، ہفتہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جلسہ میں پاکستان کے حسب ذیل مقتدر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔

مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا مفتی محمود صاحب، ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور، مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، حضرت مولانا قائم الدین صاحب سید محمد اسحاق صاحب، قاری عبدالرحمن صاحب لاہور، جناب احمد بخش چشتی نعت خوان مولانا محمد علی صاحب جالندھری، سید مبارک شاہ صاحب بغدادی، حضرت مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی، مولانا ضیاء القاسمی صاحب، مولانا محمد لقمان صاحب الحاج سید ظہور اسمٰعیل شاہ صاحب، قاری تاج محمد صاحب، جناب محمد بخش صاحب چشتی نعت خوان ابوالحسن قاسمی ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان

تلاش گمشدہ

ایک عدد تھیلہ رنگ خاکی جس میں ضروری کاغذات و خطوط و رسائل خدام الدین ہیں مورخہ ۹ ستمبر کو ملتان روڈ سے فورس سٹیڈیم جاتے وقت رکشا میں رہ گیا ہے نمبر یاد نہیں جس کے پاس ہے اس پتہ پر پہنچا دیں کرایہ آمد و رفت دیا جائے گا۔ قاری شہاب الدین مدرسہ دار العلوم دینیہ نقی بلڈنگ ۱۰۳ نئی انارکلی لاہور۔

ضرورت اساتذہ

ادارہ جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ منٹگمری کو اپنے "رشیدیہ مڈل سکول" کے لئے ایسے اسلامی تربیت یافتہ معلمین کی ضرورت ہے۔ جو سی۔ ٹی یا جے۔ وی کے علاوہ اسلامیات کی تعلیم کے ساتھ صورۃً و سیرتاً مسلمان، راسخ العقیدہ دیوبندی اور مذہبی روایات کے حامل تبلیغی جذبات سے متاثر ہوں۔

ناظم و مدیر:۔ جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ منٹگمری

— خدام الدین —

خود پڑھیں اور اپنے احباب کو پڑھنے کی دعوت دیں

بقیہ: احادیث الرسولؐ

عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! گھوڑے والوں کا کیا حشر ہوگا؟ فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ بعض تو مالک کے لئے بار ہیں، بعض پردہ پوش، اور بعض اپنے مالک کے لئے موجب اجر ہیں۔ موجب گناہ اور وبال تو وہ ہیں جو محض نمائش کے لئے رکھے جائیں یا فخر اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے رکھے جائیں تو یہ اس کے لئے باعثِ وزر ہیں۔ اور پردہ پوش وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق رکھا ہے اور جو کچھ ان کی پشتوں اور گردنوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق ہیں ان کو بھی نہیں بھولا ہے تو یہ گھوڑے اس کے لئے پردہ ہیں۔ اور موجبِ ثواب وہ گھوڑے ہیں جن کو خدا کے راستہ میں محض مسلمانوں کے (جہاد کے) لئے سرسبز و شاداب چراگاہوں اور باغوں میں چھوڑ رکھا ہے (یہ ایسے ہیں) کہ روزانہ جس قدر یہ گھاس ان چراگاہوں اور باغوں میں سے چرتے ہیں اس کے ہر ایک تنکے کے بدلے میں ایک نیکی اللہ کے ہاں لکھی جاتی ہے اور (دن بھر) جتنی مرتبہ پیشاب کرتے اور لید کرتے ہیں اتنی ہی مرتبہ ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس قدر رسیاں ان کے کودنے میں ٹوٹتی ہیں اور جتنے ٹیلوں پر سے یہ کودتے ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ ہر ہر ٹاپ اور نشانِ قدم کے بدلے نیکیاں لکھتے ہیں۔ اور جب کبھی وہ گھوڑے والا اس کو پانی پر سے لے کر گذرتا ہے اور وہ گھوڑا پانی پی لیتا ہے اگرچہ یہ پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ کرے تب بھی اس کو ہر ہر گھونٹ کے عوض ایک ایک نیکی ملتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ اس کے بارے میں مجھ پر کوئی خاص حکم تو نازل نہیں ہوا لیکن یہ ایک بے نظیر آیت ہے (ترجمہ) کہ جو شخص ذرہ برابر دنیا میں نیکی کرے گا اس کو (بھی قیامت کے روز) دیکھ لیگا۔ اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا۔ اس کو بھی دیکھ لے گا (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کی حدیث کے ہیں۔

بقیہ: غصہ

ایک قصور پر بھی سزا دے تو ہمارا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں۔ اور ہمارا ایسا حق کسی پر بھی نہیں۔ پھر یہ حالت ہے کہ ذرا سی خلافِ طبع حرکت پر ہی اپنے آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔ اور اس کو ختم کرنے پر تیار ہیں ذرا غور کریں کہ کیا ہماری اطاعت اور رضامندی خدا کی عبادت اور حکم سے بھی ضروری ہے۔ اگر یہ تصور اس وقت ذہن میں آ جائے تو انشاء اللہ غصہ جاتا رہے گا۔

سوم۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ریاضت اور مجاہدہ سے اس کو توڑا جائے۔ مگر اس کا اتنا توڑنا مقصود نہیں ہے کہ اس کا مادہ ہی جاتا رہے تو پھر جہاد اور جنگ کیونکر ہوگی۔ اور ظلم و ستم کرنے والوں اور خلافِ شرع باتوں پر ناگواری کس طرح ہوگی۔ ناجائز افعال دیکھ کر غصہ آتا ہو تو یہ بات شرع کا عین مقصود ہے۔ لہٰذا اس کو توڑنے سے یہ مراد ہے کہ اس کو عقل اور شرع کے تابع بنایا جائے۔ اس کی مثال ایسی ہو کہ جیسے شکاری کتا ہوتا ہے اور جب مالک اس کو بھگاتا ہے تو جاتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔ ویسے چپ چاپ پھرتا رہتا ہے بعینہ یہی حالت غصہ کی ہونی چاہیئے کہ اگر شریعت حکم دے تو غصہ بھڑک اُٹھے اور اپنا کام کرے۔ ورنہ چپ اور بے حس و حرکت پڑا رہے اس کے علاوہ بعض اوقات غصہ بیداری کوشش اور عزت کو برقرار رکھنے یا دوسروں پر فوقیت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔

اور غصہ کو مہذب بنانے کی تدبیر یہ ہے کہ نفس کو ضبط، حلم و برداشت اور صبر و تحمل کی عادت ڈالی جائے اور جب کوئی غصہ پیدا کرنے والا واقعہ پیش آئے تو نفس پر جبر کیا جائے۔ یہی وہ ریاضت ہے جس سے غصہ انشاء اللہ العزیز مطیع اور فرمانبردار بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!!!

بقیہ: شذرہ

کے منافی تھیں۔ اور ان کی گرفتاری اور چھ ماہ کے لئے نظر بندی مفاد عامہ کے تحفظ میں عمل میں لائی گئی ہے۔ کوئی شخص بھی ملکی قانون سے بالاتر نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے لئے یہ بات باعثِ حیرت ہے کہ جب جناب شورش کاشمیری کی گرفتاری و نظر بندی کے حکم میں بڑی صراحت سے بتایا گیا ہے کہ ان کی بعض نگارشات اربابِ حکومت کی نظر میں مفادِ عامہ کے منافی تھیں تو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی جگہ عام ملکی قانون کے تحت ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی کا راستہ کیوں اختیار نہ کیا گیا؟ اس طرح نہ صرف عوامی ذہن مختلف قسم کے شکوک اور اندیشوں کے سائے سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ باقاعدہ عدالتی کارروائی سے ایک لحاظ سے عوام کی تعلیم و تربیت بھی ہوتی ہے کہ مفادِ عامہ کی قانونی تعبیر اور تقاضے کیا ہیں اور اس ضمن میں عوامی معاملات میں دلچسپی رکھنے والے حلقوں پر از روئے قانون کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ (نوائے وقت ۸ ستمبر)

جلسہ یوم جہاد

زیر صدارت پیر طریقت حضرت علامہ الحاج قاری محمد ابراہیم صاحب مدظلہ بمقام جمشید روڈ ۳ کراچی بتاریخ ۲۶ ستمبر بروز سوموار بعد نماز عشاء منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور، مولانا منظور احمد صاحب عباسی کراچی، مولانا عبدالملک صاحب دھیانوی، مولانا قاری غلام قادر صاحب صدیقی خطیب مسجد لسبیلہ ہاؤس کراچی۔

منجانب منتظمہ کمیٹی جمشید روڈ ۳ کراچی پاکستان

مجلسِ ذکر کا افتتاح

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد حنفیہ دیانند روڈ کرشن نگر لاہور میں جانشینِ شیخ التفسیر قدس سرہ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور دامت برکاتہم ہفتہ وار مجلس ذکر کا افتتاح فرمائیں گے۔ احباب شرکت فرمائیں۔

آئندہ مجلس بھی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب اسی جگہ ہوا کرے گی۔ (اقبال احمد صدیقی)

بچوں کا صفحہ

ایک مہلک مرض

غصّہ

محمد صدیق عاصی اورنگ آباد

نفسیاتی اعتبار سے غصہ کا جذبہ ایک ہمہ گیر چیز ہے۔ ایک ادنیٰ درجہ کے جاندار سے لے کر انسان تک میں اس کا مادہ پایا جاتا ہے۔ طیش، ناراضگی، خفگی، برا ماننا، چڑنا بلکہ حسد، نفرت اور حقارت بھی اس کے جزو ہیں۔ غصہ انسان کو اس وقت آتا ہے جب کہ اس کے طبعی میلان کے پورا ہونے میں مداخلت ہوتی ہو جیسا کہ مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ غصہ کی حقیقت یہ ہے کہ بدلا لینے کی خاطر انسان کا خون جوش میں آ جائے۔ اس کے علاوہ معاشرتی زندگی میں اس کے مواقع اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً ہمارا کوئی مذاق اُڑائے، ہم پر تہمت لگائے، بے عزتی کرے، ہمارے کسی محبوب انسان کو بُرا کہا جائے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں اچھے آدمی کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ جب کسی بات کا جواب اُس کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ جوش میں آ جاتا ہے۔ اور عقل کی کمی کو غصہ کی زیادتی سے پورا کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں غصہ ہماری کمزوری کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اور دراصل روحانی طور پر غصہ کو اگر آگ کا شعلہ کہا جائے تو بجا ہوگا۔

یاد رہے کہ جس طرح تلخ ایلوے سے شہد بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح غصہ سے ایمان تک کے بگڑ جانے کا بھی خطرہ ہے۔ یہ بُری بلا ہے یہی مارپیٹ گالی گلوچ، زبان درازی، لڑائی جھگڑا تک کے کھلے گناہ کرا دیتا ہے اور اسی سے تکبّر، کینہ، حسد، بدگمانی، افشائے راز، بے عزتی کرنا اور نہ جانے کیسی کیسی باطنی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ سب سے بڑا نقصان بقول حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے کہ غصہ سے انسان کی عقل جاتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں تجربہ شاہد ہے کہ جس انسان کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہو وہ اکثر غم اور مصیبت میں گرفتار رہتا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بُردباری کا سرد پانی غصہ کی آگ پر ڈالتے رہو تاکہ اس کی دہکتی چنگاری کوئی نیا شگوفہ نہ کھلائے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو چیز اپنے ساتھ اتنی مصیبتیں لاتی ہے اس کا علاج بھی تو آخر کوئی کرنا چاہئے۔ اس کا علاج کرنے کے چند ایک طریق بزرگوں نے فرمائے ہیں وہ یہ ہیں:-

اوّل طریق تو عملی ہے کہ جب آپ کو غصہ آئے تو فوراً اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھو کیونکہ غصہ شیطانی اثر ہے اور جب شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی جائے تو وہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔ نیز اپنی حالت بدل ڈالو۔ اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی ٹھنڈا نہ ہو تو وضو کر لو۔ پانی پینا بھی مفید ہے۔ ضبط اور تحمل سے کام لینا تو اشد ضروری ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو اپنے اہل و عیال یا خدّام اور ایسے لوگ جن پر غصہ طاری کر سکتا ہو اور سزا دے سکتا ہو غصہ آئے اور وہ اس کو ضبط کر جائے اور تحمل سے کام لے تو اللہ تعالےٰ اس کا دل ایمان اور امن سے بھر دے گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی آدمی کو پچھاڑنے سے انسان پہلوان نہیں ہوتا بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑے۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ اللہ کے نزدیک بہتر گھونٹ جو مسلمان پیتا ہے وہ غصہ کا گھونٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں اپنے بندوں کی جب صفات بیان کرتا ہے تو فرماتا ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران - ع ۵) اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو — یعنی جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ ضبط اور تحمل سے کام لیتے ہیں اور پھر معاف کر دیتے ہیں۔

دوم علمی طریقہ یہ ہے کہ غصہ کے وقت انسان سوچے کہ غصہ کیوں آتا ہے؟ صاف ظاہر ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں لکھا جا چکا ہے کہ یہ کام میری مرضی کے مطابق کیوں نہیں ہوا؟ اور یہ بات حکمتِ ایزدی میں مداخلت نہیں تو اور کیا ہے —

. . . .

. . . . اب آپ حضرات ہی بتائیں کہ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا انسان اللہ تعالےٰ کے ارادے کو اپنے ارادے اور منشاء کے تابع بنانا چاہتا ہے؟ یاد رہے کہ خداوندِ قدوس کے حکم کے بغیر تو ذرہ تک نہیں حرکت کر سکتا تو ہم اور آپ اس میں دخل دینے والے اور اس کو ناگوار سمجھنے والے کون ہو سکتے ہیں — دوسرے اس بات کا خیال رکھیں کہ جس شخص پر ہمیں غصہ آتا ہے اس پر ہمارا کیا حق ہے اور پھر خدا کا ہم پر کیا حق ہے اور خدا کا ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہے اور ہم اس شخص کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو خالق، مالک، رازق ہیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص پر ہم خفا ہو رہے ہیں اس کے مالک اور خالق رازق نہیں اور نہ ہی ہم نے اس کو زندگی دی ہوئی ہے اور خدا کے ہم پر ہر طرح کے حقوق ہیں ہم ہر طرح سے اس کے محکوم، مملوک اور احسان مند ہیں۔ ان سب کے ہوتے ہوئے ہم اپنے مالکِ حقیقی کی سینکڑوں خطائیں اور نافرمانیاں دن رات کرتے ہیں اور باوجود اس احسان اور حق کے وہ سب کچھ ہی برداشت کرتا ہے۔ اگر وہ ذات (

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

١٦ ستمبر ١٩٦٦ء

فون نمبر ٦٧٥٢٥٨

رجسٹرڈ ایل نمبر ٦٠٤٧

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (١) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/١٦٣٢١ مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء (٢) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ٢٣٦-٢٨١ مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء
(٣) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ٣٩/٩/٧٦٦-٢-DD.9 مورخہ ٢٤ اگست ١٩٦٣ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا